حق السماع

مصنفہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

دارالاشرف العلوم نانک واڑہ کراچی

لاہور میں ملنے کا پتہ

ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور

ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا

3806
5

بر سماع راست ہر کس چیر نیست
طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست

حق السماع

از تصانیفِ مفیدہ

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

بماہ محرم سنہ ۱۳[illegible]ھ

ادارہ اشرف العلوم نزد مولوی مسافرخانہ کراچی نے
کلیم پریس میں چھپوا کر شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل اللسان مترجما عن الغیوب والاذن تبعا للقلوب والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد الذی ھو کشاف للکروب وشاف عن العیوب و شافع لاھل الذنوب وعلیٰ آلہ وصحبہ الاتقیاء الاصفیاء المسلمین قبل طلوع الشمس وقبل الغروب الذی لا لبسھم فترۃ ولا لغوب من اعداء الظاھر والباطن فی الحروب وعلیٰ اولیاء امۃ الذین بذلوا مھجھم فی لقاء المحبوب ورضاء المشھود المحجوب۔

اما بعد۔ اس زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ہر چہار طرف قوالی کا زور ہے اور مجالس سماع کا شور ہے نہ اس کے آداب پر نظر ہے نہ اس کے شرائط و موانع کی خبر ہے ہر عامی اجتہاد کا دم بھر رہا ہے اور محققین سے جنگ کر رہا ہے کوئی بزرگان پیشین کے فعل کو سند لاتا ہے کوئی رسالے اور اشتہار دکھاتا ہے اسی طرح طرف ثانی میں کسی کو اولیاء اللہ پر انکار ہے اور علی الاطلاق اس عمل کی حرمت پر اصرار ہے کسی کو یہ تماشائے اختلاف دیکھ کر حیرانی ہے اور نا حقیقت شناسی کو پریشانی ہے اس لئے اس ہیچمدان نے حسبتہً و اظہاراً للحق چاہا کہ چند مختصر فصول اس مسئلہ کے متعلق لکھے اور اس فن کے مسلم محققین کے ارشادات ان میں پیش کرے تاکہ حق کا یقین ہو جاوے۔ اور اہل عملہ کی کی اصلاح ہو۔

وما علینا الا البلاغ المبین و ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمہتدین۔

تمہید

جاننا چاہیے کہ اول تو اس میں کلام ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے سماع کو جائز رکھا ہے۔ اور اگر کسی کے نزدیک جائز ہے تو امام ابوحنیفہ جن کی ہم تقلید کرتے ہیں، آیا ان کے مذہب میں بھی جائز ہے اور اگر کسی نے ان سے بھی جواز نقل کیا ہو تو وہ ناقل علماء مذہب حنفی سے ہے یا نہیں بصورت شق ثانی پر یہ نقل علماء حنفیہ کی نقل کی معارض تو نہیں اور درصورت تعارض کس کی نقل کو ترجیح و تقدیم ہے اور درصورت عدم جواز بمذہب حنفی آیا حنفی کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا چاہیے یا اپنے امام کے قول کو لینا چاہیے اور اگر دوسرے امام کے قول کو لے کر سماع کو جائز کہا جاوے تو آیا وہ مطلق سماع ہے یا مع آلات ہے۔ اور اگر مع آلات ہے تو آیا کل آلات جائز ہیں یا البعض اور جو کچھ بھی ہو آیا اباحت اس کی قیاسی ہے یا قول و فعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منصوص ہے اور ہر حال میں اس کی اباحت کے لیے کچھ شرائط و موانع بھی ہیں یا نہیں اور ہمارے زمانے کے مجالس سماع میں آیا وہ شرائط مجتمع اور موانع مرتفع ہیں یا نہیں اور اگر کسی یا کسی جماعت کے حق میں بوجہ اجتماع شرائط و ارتفاع موانع اباحت کا حکم کر کے سماع بھی قرار دیا جاوے لیکن احتمال ہو کہ اس کے سننے سے دوسرے شخص کو جو اس کا اہل نہیں ضرر ہوگا تو اس صورت میں اہل کو اجتناب لازم ہے یا نہیں اور اگر نا اہل کو

فصل ثانی

اس کی تحقیق میں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ کے نزدیک سماع کا کیا حکم ہے۔ درمختار میں ہے کہ اس شخص کی بھی گواہی مقبول نہیں جو مجمع میں گاتا ہو کیونکہ وہ شخص لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے۔ قاضیخاں میں ہے کہ اصل میں مذکور ہے کہ گانے والے کی گواہی مقبول نہیں جو اس کا اعلان کرتا ہے اور لوگوں کو جمع کرتا ہے کیونکہ وہ شخص علی الاعلان معصیت کرتا ہے۔ درمختار میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آواز لہو اور گانے کی جماتی ہے نفاق کو قلب میں جس طرح پانی گھاس کو جماتا ہے۔ رسالہ نصیحت میں مبسوط سے نقل کیا ہے کہ ملاہی کا سننا اور گانا سب حرام ہے اور محیط سے لکھا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور ان چیزوں کا سننا سب حرام ہے۔ اور نہایہ سے لیا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور طنبورہ اور بربط اور دف اور جو اس کے مشابہ ہو حرام ہے۔ اور رسالہ مذکورہ میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحبؒ کا فتویٰ منقول ہے اس میں لکھا ہے کہ مضمرات میں ہے جس شخص نے کہ مباح کیا غنا کو وہ فاسق ہوگا اختیار میں ہے کہ تحقیق غنا گناہ کبیرہ ہے حمادیہ میں ہے تغنی حرام ہے۔ تاتارخانیہ میں امام حلوانی کا قول نہایت شدید نقل کیا ہے یہاں تک کہ منقول بخار رسالہ مذکورہ کفایہ حاشیہ ہدایہ میں مستصفیٰ سے نقل کیا ہے کہ غنا سب دینوں میں حرام ہے۔ زیادات میں کہا ہے کہ جب وصیت کرے کوئی شخص ایسے امر کی جو گناہ ہو ہمارے نزدیک اور ان کے نزدیک

عہ مراد وہ سماع ہے یا تو وہ نسبت جس حکم نقل ہوا جو بطور ایک مسئلہ کے ہو یا ایک روایۃ ان فی تحریم کا ہو

نزدیک اور ذکر کیا منجملہ ایسے امور کے گانے والوں اور گانیوالیوں کے لئے وصیت کرنے کو اور ظہیر الدین مرغینانیؒ سے منقول ہے کہ جو شخص ہمارے زمانہ کی قرأت پڑھنے والے کی قرأت سن کر کہے کہ خوب پڑھا وہ کافر ہو جاتا ہے اور مراد یہ کہ جو غنا سے قرآن پڑھے۔ ہدایہ میں جہاں دعوت کے موقع پر غنا پائے جانیکا حال لکھا ہے مرقوم ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ کل ملاہی حرام ہیں حتی کہ لکڑی بجا کر گانا بھی اور اسی طرح امام کے اس ارشاد سے کہ میں پھنس گیا تھا یہی معلوم ہوا کیونکہ پھنسنا تو گناہ کی چیز میں ہوا کرتا ہے، یہ سب کتابیں معتبر مذہب حنفی کی ہیں جو تدوین مذہب امام ابو حنیفہ رح کے لئے وضع ہوئی ہیں ان کا اتفاق دلیل کافی ہے اس پر کہ امام صاحب کا مذہب اس بارہ میں تحریم ہے۔

فصل ثالث

اس کی تحقیق میں کہ بعض کتب میں جو امام ابو حنیفہ رح سے جواز منقول ہے وہ حجت ہے یا نہیں۔ ان دنوں بعض رسائل شائع ہوئے ہیں جن میں امام حنفیہ کا مذہب بھی جواز کا نقل کیا ہے۔ سو مصنفین ان رسائل کے شافعی یا مالکی یا حنبلی یا اہل ظواہر سے ہیں اور علماء حنفیہ کی نقل کا حال فصل ثانی میں معلوم ہو چکا سو تعارض کے وقت حسب قاعدہ مسلمہ اہل البیت ادریٰ بما فیہ علماء غیر مذہب کی نقل مرجوح و ناکافی ہوگی جس طرح اگر حنفی دوسرے مذہب کا کوئی قول اس مذہب کے علماء کے خلاف نقل کرے تو حنفی کا نقل کرنا حجت نہ ہوگا، خود صاحب ہدایہ نے حلت متعہ کو امام مالک رح کی طرف نسبت کیا چونکہ ان کے

حنبلی و شافعی ہیں اور حنفیہ کا مذہب تو فصل ثانی میں معلوم ہو ہی چکا ہے۔

فصل سادس

اس کے بیان میں کہ در صورت اباحت سماع آیا اس کی اباحت قیاسی ہے یا حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

سو اقوال سے ظاہراً ممانعت ہی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوامامہؓ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گانے والی لونڈیوں کے بیچنے اور خریدنے سے اور ان کی کمائی اور قیمت کھانے سے اور طبرانی نے بروایت عمرؓ نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے والی لونڈی کی قیمت حرام ہے اور اس کا گانا حرام ہے اور بیہقی نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ گانے والی لونڈیوں کو نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ ان کو اس کی تعلیم دو اور ان کی تجارت میں خیر نہیں اور ان کے دام حرام ہیں اور ابن ابی الدنیا اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ابوامامہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو دین حق دیکر بھیجا کہ نہیں بلند کیا کسی شخص نے اپنی آواز کو گانے میں مگر مسلط فرما تا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دو شیطان کو کہ سوار رہتے ہیں وہ اس کے کندھوں پر پیچھے اس کے سینے پر لاتیں مارتے ہیں جب تک وہ خاموش نہ ہو جاوے اور ابن ابی الدنیا نے ذم ملاہی میں اور بیہقی نے سنن میں ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا بڑھاتا ہے قلب میں نفاق کو جس طرح بڑھاتا

ہے پانی ترکاری کو اور بہت احادیث اس باب میں مروی ہیں یہ تو مطلق سماع
کے باب میں روایات نقل کی گئیں اور خصوص معازف و مزامیر کے باب میں بھی
یہ اکثر دلائل حرمت کے وارد ہیں امام بخاری نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں کہ خز اور حریر اور
شراب اور معازف کو حلال سمجھیں گے اور ترمذی نے یحییٰ بن سعید سے مرفوعاً
روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ کام کرنے
لگے گی اس وقت اُن پر بلائیں نازل ہوں گی منجملہ ان کے گانے والی لونڈیاں
اور معازف کے تیار کرنے کو بھی شمار فرمایا اور بزار اور مقدسی اور ابن مردویہ
اور ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آوازیں
ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں ایک مزمار کی آواز گانے کے وقت دوسرے
چلانے کی آواز مصیبت کے وقت اور مثل اس کے بہت احادیث ہیں شروع
فصل سے یہاں تک یہ سب حدیثیں رسالہ ابطال دعوی الاجماع سے نقل
کی گئیں اور رحمۃ مہداۃ میں قیس بن عبادہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک میرے رب نے حرام فرمایا مجھ پر شراب اور
قمار اور قنبیر یعنی عود یا طنبورہ اور ڈھولک اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ
فرمایا انھوں نے دف حرام ہے اور معازف حرام ہے اور ڈھولک حرام ہے
اور مزمار حرام ہیں روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے اور مشکوۃ
میں بیہقی سے بروایت جابرؓ نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ گانا جماتا ہے نفاق کو قلب میں جس طرح جماتا ہے پانی کھیتی کو اور

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پیئیں گے اور ان کے سر دف
معازف اور گانے والیوں سے بجایا گویا جاوے گا اللہ تعالیٰ ان کو زمین
میں دھنسا دیگا، اور ان کو بندر اور خنزیر بنا دیگا۔ در جامع ترمذی میں ہے
کہ ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں بھی خسف
اور مسخ واقع ہوگا جب علی الاعلان ہو جاویں گانے والیاں اور معازف
اور مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جاوے گی
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے
قائل نہ ہوں گے آپ نے فرمایا کیوں نہ ہوں گے بلکہ صوم صلوٰۃ و حج
سب کچھ کرتے ہوں گے کسی نے عرض کیا کہ پھر اس سزا کی کیا وجہ ہے
آپ نے فرمایا کہ انھوں نے معازف اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار
کیا ہوگا، اور مسند احمد میں مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بے شک مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر
بھیجا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ مٹا دوں مزامیر اور معازف کو اور ابن
ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ خدا لعنت کرے گانیوالیوں پر اور جس کی خاطر گایا جاوے
اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا غنا سے اور اس کے سننے سے مشکوٰۃ کے بعد کی

اپنا وقت اور بانسلی والا بانسلی بیکر بیٹھتا ہے اور پھر دل میں سوچے کہ آیا اس ہیئت سے یہ جلسہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا ہے؛ اور آیا ان حضرات نے کبھی قوال کو بلایا ہے اور اس کے سننے کو جمع ہوکر بیٹھے ہیں بالضرور انکار کر اُٹھے گا کہ ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت نہیں ہوئی اور اگر اس عمل میں کوئی فضیلت مقصودہ ہوتی تو یہ حضرات اس کو ہرگز نہ چھوڑتے آہ۔ یہ تو احادیث صحیحہ سے استدلال کرنے کا ذکر تھا کہ گو حدیث سے ثابت ہے مگر استدلال صحیح نہیں اور اس باب میں جو موضوع حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جیسا قصہ تقسیم فرمانے چادر مبارک کا ان کے تو جواب ہی کی حاجت نہیں کیونکہ خود ان کا ثبوت نہیں چنانچہ تقسیم رداء کے قصہ کو صاحب عوارف نے تصریحاً موضوع کہا ہے پس ہرگاہ احادیث قولیہ سے ممانعت ثابت اور احادیث فعلیہ سے جواز غیر ثابت اب جواز کا منصوص کہنا جیسا ہمارے زمانہ کے مجوزین اس پر اصرار کرتے ہیں کسی طرح صحیح نہیں بس اباحت جس کے نزدیک ہو قیاسی ہے۔ ایسی حالت میں بعض لوگوں کی یہ دلیری کہ منکرین جواز کو کافر کہتے ہیں کس قدر بے احتیاطی کی بات ہے اگر کسی کو رسالہ بوارق الاسماع فی تکفیر من یحرم السماع یا اس کی مثل کسی تصنیف یا تحریر سے شبہ پڑا ہو تو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ انھوں نے سماع کے معنی عام لئے ہیں حتی کہ نظم سادہ نثر کو بھی شامل ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں کلام نہیں جیسا اوپر بھی ذکر ہو چکا۔

فصل سابع

اس کے بیان میں کہ درصورت اباحت اس کے لئے کچھ شرائط وموانع ہیں یا نہیں اور ہمارے زمانہ میں آیا وہ شرائط پائے جاتے ہیں۔ یا موانع موجود ہیں امام غزالی نے احیاء العلوم میں پانچ شرطیں اور پانچ مانع لکھے ہیں۔ شرطیں یہ ہیں۔ اولؔ رعایت زمان ومکان واخوان کی حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ سماع تین چیزوں کا محتاج ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو مت سنو۔ زمانؔ مکانؔ و اخوانؔ۔ زمان سے مراد یہ ہے کہ ایسا وقت ہو کہ اس میں کوئی ضروری کام شرعی یا طبعی نہ ہو جیسے کھانا کھانا کسی سے قصہ وتکرار کرنا نماز پڑھنا یا اور کوئی ایسا شغل جس سے دل بٹ جائے۔ مکان سے مراد یہ ہے کہ سماع کا ایسا ہو کہ وہاں آمد ورفت کا راستہ نہ ہو ایسا کوئی ہنگامہ نہ ہو جس سے دل بٹ جائے اخوان سے مراد شرکاء مجلس اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ جب مجلس میں کوئی ناجنس جو دولت باطن سے بے بہرہ ہو آجاتا ہے۔ اس کا آنا ناگوار اور گراں معلوم ہوتا ہے اور دل ادھر لگ جاتا ہے، اسی طرح جب کوئی مغرور دنیادار آجاتا ہے اس کی آؤ بھگت اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی بناوٹ والا ریاکار صوفی شامل ہو جاتا ہے جو ریاکاری سے وجد کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے ایسے لوگوں کی شرکت سے لطف برباد ہو جاتا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے ہمارے زمانہ میں اس شرط کی کہاں تک احتیاط کی جائے۔ اکثر نماز کے وقت

سماع ہوتا رہتا ہے۔ گاہ گاہ نماز بھی فوت ہو جاتی ہے۔ اور جماعت
کا فوت ہو جانا اور وقت کا تنگ ہو جانا تو معمولی بات ہے۔ پھر نماز یا جماعت
کے فوت ہو جانے سے قلق بھی نہیں بمقابلہ سماع کے سنن اور فرائض
کی کچھ زیادہ وقعت نہیں سمجھی جاتی بلکہ بعضے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ میاں
حقیقی عبادت تو یہی ہے اور نماز سے بڑھ کر ہے نعوذ باللہ منہ۔ اکثر
ایسے موقعوں پر سماع ہوتا ہے جہاں کسی کی بھی روک ٹوک نہیں
حتیٰ کہ اکثر فواحش و بازاری و عوام الناس تماشا دیکھنے جمع ہو جاتے ہیں
تخلیہ کا کبھی بھی اہتمام نہیں ہوتا۔ اکثر امراء و اہل ثروت حاضر رہتے ہیں
عین مجلس میں ان کی نشست و برخاست میں امتیاز کا لحاظ کیا جاتا ہے
دنیا دار بھی کثرت سے شریک رہتے ہیں بلکہ زیادہ حصہ انہی لوگوں کا
ہوتا ہے بعض مجالس میں اہل انکار بھی رہتے ہیں جو اہل حال پر ہنستے ہیں
ان پر طعن و اعتراض کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض موقعوں پر نوبت فیجاری
و مناقشہ کی بھی ہو جاتی ہے۔ غرض شرط مذکور کا ایک جزو بھی نہیں پایا
جاتا۔ اب دوسری شرط کی نسبت امام صاحب فرماتے ہیں۔ دوسرا ادب
یہ ہے کہ حاضرین کی حالت میں غور کرے جن مریدوں کو سماع سے ضرر
ہوتا ہے شیخ کو چاہیے کہ ان کے روبرو سماع نہ سنے جن لوگوں کو سماع
مضر ہوتا ہے وہ تین قسم کے ہیں اول وہ شخص جو ابھی طریقت سے واقف
نہیں ہوا صرف ظاہری اعمال کو جانتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو بوجہ
مناسبت باطن کے سماع سے ذوق تو ہے مگر ابھی اس میں حظوظ و شہوات

باقی ہیں نفس کی قوت اچھی طرح شکستہ نہیں ہوئی ہے شخص کو سماع
سننے سے شہوت کا ہیجان ہوگا۔ اور بیچارے غریب کا راہ مارا جاویگا
اور تکمیل سے رہ جاوے گا تیسرا وہ شخص کہ اس کی شہوت بھی شکستہ ہو گئی
ہو اور کسی خرابی کا بھی اندیشہ نہ ہو اور اس کی چشم بصیرت بھی کشادہ ہو گئی
ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اس کے قلب پر غالب ہو مگر ظاہری
علوم میں کمال اور پختگی حاصل نہ ہوئی ہو اور اسماء و صفات کے مسائل
سے اچھی طرح واقف نہ ہو جس سے یہ سمجھ سکے کہ جناب باری تعالیٰ میں
کس امر کو نسبت کرنا جائز ہے اور کس کو منسوب کرنا باطل۔ جب ایسا شخص
سننا شروع کریگا اور سب مضامین اللہ تعالیٰ کی طرف لے دوڑیگا
خواہ اس کا منسوب ہونا باری تعالیٰ کی طرف صحیح ہو یہ غلط۔ پس ان خیالات
کفریہ سے جس قدر ضرر ہوگا سماع سے اتنا نفع بھی نہ ہوا ہوگا سو ایسے
شخص کو سماع لائق نہیں جس کا قلب ہنوز حب دنیا و حب جاہ سے آلودہ
ہو ایسے شخص کو بھی مناسب نہیں جو شخص لذت اور طبیعت خوش کرنے کو
سنتا ہو پھر شدہ شدہ اس کی عادت ہو جاوے اور ضروری عبادات
اور مراعات قلب سے ان کو باز رکھے اور طریق سلوک اس کا منقطع
ہو جاوے الغرض سماع بڑی لغزش کی چیز ہے۔ ضعیف الحال لوگوں کا
اس سے بچنا واجب ہے۔ آہ اب اپنے زمانہ میں ملاحظہ فرمالیجئے اکثر
سماع میں ایسے ہی ہوتے ہیں جن کے حق میں سماع مضر ہو باطن کی
تو کہاں نوبت آتی ہے ان لوگوں کے ظاہری اعمال تک درست

میں نزول کے کیا معنی دوسرے یہ جاننا ہو کہ ان معانی اصطلاحیہ کا
اعتقاد جناب باری میں جائز ہے یا نہیں سو یہ دونوں امر موقوف ہیں
علم کافی پر۔ اب دیکھ لیجیے کہ اس وقت کے اہل سماع میں سے ایسا تقوی
ایسا مجاہدہ ایسا علم کتنے شخصوں میں پایا جاتا ہے اور اگر کسی ایک آدھ میں
سب اوصاف بھی ہوئے تو تمام اہل مجلس میں تو نہیں پھر نا اہل کے روبرو
اہل کو سننے کی بھی تو اجازت نہیں پھر ایسی دوسری شرط کہاں ملحوظ ہے
اب تیسری شرط سنیئے امام صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرا ادب یہ ہے کہ خوب
کان لگا کر مضمون سنے اِدھر اُدھر نہ دیکھے حاضرین مجلس کے چہروں پر نظر نہ
کرے ان کے وجد و حال کی طرف التفات نہ کرے۔ اپنے دھیان میں لگا رہے
اپنے قلب پر نظر رکھے اس کے باطن میں جو منجانب اللہ کشود ہو اس پر
نگاہ رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے دوسروں کے دل بٹ جاویں
بلکہ بالکل بے حس و بے حرکت ہو ابیٹھا رہے نہ کھنکھارے نہ جمائی لے سر
جھکائے ہوئے جیسے کسی سوچ میں بیٹھا ہو نہ تالیاں بجاوے نہ کودے
نہ اُچھلے نہ کوئی حرکت بناوٹ اور نمائش کی کرے بلکہ بلا ضرورت شدید
منہ سے کوئی بات نہ نکالے ہاں اگر بے اختیار کوئی کیفیت غالب ہو جاوے
اس میں معذور ہے کوئی ملامت نہیں پھر جب اپنے اختیار میں آجاوے
فوراً ہی ساکت و ساکن ہو جاوے پھر یہ شایان نہیں کہ وہی حالت
بنائے رکھے محض اس شرم سے کہ لوگ یوں کہیں گے کہ فلاں شخص کا
وجد جلدی ختم ہو گیا قصداً وجد نہ کرے صرف اس خوف سے کہ لوگ

سمجھیں گے کہ بڑا سنگدل ہے اس کے قلب میں کچھ صفائی اور رقت نہیں
آہ۔ اب اہل زمانہ کی حالت قابل غور ہے کہ اس شرط کی کہاں تک رعایت
کرتے ہیں اول تو مضمون سمجھنے والے ہی بہت کم ہوتے ہیں جب سمجھ میں نہ آویگا
تو اس کی طرف کان ہی کیا لگاویں گے دوسرے گانے والے چونکہ بعض جگہ
خوش رو جوان ہوتے ہیں بعض جگہ یہ ظلم ہے کہ بازاری عورتیں ہوتی ہیں۔
اہل مجلس ان کو خوب گھورتے ہیں ایسی حالت میں کشود باطن کا ذکر ہی کیا جس کی
طرف متوجہ رہے کان ان کو موقع ملے ان کو اپنی شہوت پرستی ہی سے فرصت
نہیں پھر بعض لوگوں میں تو یہ غضب ہے کہ ایسی نظر کو عبادت اور نعوذ
باللہ موجب قرب الٰہی سمجھتے ہیں بھلا ایسے عقیدہ کے ساتھ ایمان کا سالم
رہنا کس طرح ممکن ہے اور اگر کسی نے دیکھنے بھالنے سے احتیاط بھی کی
اور سر جھکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا اور کوئی کیفیت بھی ہو گئی اول تو
ایسی بے ادبیوں کے ساتھ وہ روحانی نہ ہو گی اور اگر اس سے بھی قطع
نظر کیجاوے تو یہ مصیبت ہے کہ اگر ذرہ ہو گی تو اس کو پہاڑ کر کے ظاہر
کر ڈالیں گے۔ کہیں نعرے لگا رہے ہیں کہیں لوگوں پر گر گر پڑتے ہیں غرض
تمام مجلس میں ایک طوفان برپا کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب دل اتفاقاً
پھنس گیا ان بیہودہ حرکتوں سے اس کا تمام تر لطف برباد ہو جاتا ہے۔
غرض تصنع و ریا، و ایذاء اہل مجلس کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں پھر کیفیت
فرو ہونے کے بعد لوگوں کی نظر میں صاحب حال بنے رہنے کے خیال سے
بہت دیر تک جھوٹا نشہ چڑھائے رکھتے ہیں، اور ہو حق کے نعرے لگاتی

سہتے ہیں، غرض یہ شرط بھی گئی گذری۔ اب چوتھی شرط ملاحظہ ہو، امام صاحب
فرماتے ہیں کہ چوتھا ادب یہ ہے کہ کھڑا نہ ہوا اور نہ بلند آواز سے چلائے۔
جب تک اپنے کو ضبط کرنے پر قادر ہو آہ آہ یہ شرط کو بھی اہل سماع نے
جھیل کر رکھا ہے اچھے خاصے ہوش و حواس درست اگر اپنی حالت و
کیفیت کو پوشیدہ رکھنا چاہیں تو ممکن ہے لیکن ایسا نہ کریں تو آج کیونکر معتقد
ہوں اور مجلس کس طرح ہو اس لئے اس قدر غل غپاڑہ کرتے ہیں۔ اور
جامے سے باہر نکلے جاتے ہے تھا

حضرت جن ہیں۔ پانچویں ادب کے باب میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی
صادق الحال کھڑا ہو جاوے تو سب اس کی موافقت کرنا چاہیے
اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اپنے احباب و اصحاب کی رعایت ضروری ہے
یہ خلاصہ ہے ان کی تقریر کا اس ادب کو سن کر بعضے لوگ خوش ہونگے
کہ اس پر تو ہمارا پورا عمل ہے سو حضرت من اول تو ایک شرط بجا لانیسے
کیا کام چلتا ہے جب تک سب پر عمل نہ ہو اس کی ایسی مثال ہے کہ
کوئی شخص وضو میں صرف منہ دھوئے اور ہاتھ نہ دھوئے اور نہ مسح کرے
نہ پاؤں دھوئے۔ اور یہ کہکر کہ ایک جزو تو میں نے پورا کر دیا نماز شروع
کرے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسی نماز بالکل باطل ہوگی۔ دوسرے اگر
معنے فہمی سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس شرط پر بھی عمل نہیں
ہے کیونکہ مدار اس شرط کا مراعات احباب کی ہے اور موافقت فی القیام
اس کی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک جانبین سے واجب التعظیم

ہوتی ہے مثلاً جس طرح مقتدیوں کو حکم ہے موافقت امام کا اسی طرح
معنیٰ امام پر بھی لازم ہے موافقت قوم کی یعنی نماز میں ان کی راحت وہ
سہولت کا لحاظ رکھے اسی طرح یہاں سمجھو کہ جس طرح اہل مجلس کو صاحب
حال کی موافقت چاہیے۔ اسی طرح اس شخص کو بھی قوم کی رعایت چاہیے
بعض لوگ [illegible] ختم ہونے کے بعد بھی اس قدر قیام طویل کرتے ہیں
کہ تمام مجلس کو قیام میدان قیامت کا نظر آتا ہے جس کی مقدار ایک ہزار یا
پچاس ہزار سال کی ہوگی علی اختلاف الاقوال تمام اہل مجلس تنگ اور
دق ہو جاتے ہیں۔ ان کا ذرہ نہیں گھٹتا غرض یہ شرط بھی رخصت
ہونے یہاں تک تو شرائط کا حال معلوم ہوا کہ کیا کیا ہونا چاہیے تھا اور
کیا کیا ہو رہا ہے، اب موانع کا حال سنئے جن کے ہونے سے سماع ممنوع
ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھتے جائیے کہ ہمارے زمانہ کی اکثر
مجالس ان موانع سے مزین ہوتی ہیں امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ
اگر کوئی شخص دریافت کرے آیا سماع کسی حالت میں حرام بھی
ہو جاتا ہے تو ہم جواب دیں گے کہ ہاں پانچ امر ایسے ہیں کہ ان میں سے
ایک بھی پیش آجا دے تو سماع حرام ہو جاتا ہے۔ ایک امر سنانے والے کے
متعلق ہے، دوسرے امر آلۂ سماع کے متعلق، تیسرے خود شعر منظوم
کے متعلق اور چوتھے سننے والے اور اس کی عادت ڈال لینے کے
متعلق اور پانچویں سننے والے کے عوام الناس میں سے ہونے کے
متعلق کیونکہ سماع کے ارکان یہی ہیں سنانے والا سننے والا آلۂ سماع

مجالس میں ایسے اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں اور اہل مجلس میں سے بہتر سے نوجوان ہوتے ہیں اکثر . جو نا محرم عورتوں اور مردوں کے عشق میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسے اشعار کو ان کی طرف لیجاتے ہیں جن سے اُن کے قلب میں درجت سار کو زیادہ نشو و نما ہوتا ہے آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ چوتھا امر سننے والے کے متعلق وہ یہ ہے کہ اس شخص میں ابھی قوت شہوت غالب ہے اور جوانی کا جوش ہے اور یہ صفت اس کی دوسری محمود صفات پر غالب ہے ایسے شخص کے لیے سماع مطلقاً حرام ہے خواہ اس کے دل میں کسی محبوب مجازی کی محبت غالب ہو یا نہ ہو کیونکہ ہم جانتے ہیں جب یہ شخص یہ مضامین خط و خال و فراق و وصال کے سنے گا اس کی شہوت کو جنبش ہوگی اور شیطان اس کے دل میں پھونک مار کر کوئی معشوق تلاش کر اس کی طرف متوجہ کر دے گا۔ پس اس کے دل میں آتش شہوت مشتعل ہوگی اور خبیث قوتیں تیز ہوں گی اور اس میں شیطانی گروہ کو قوت دینا اور لشکر خداوندی یعنی عقل کو کمزور کر دینا ہے پس واجب ہے کہ ایسے شخص کو مجلس سماع سے باہر کر دیا جائے اھ۔

آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ محض نوجوانی کو موجب حضرت بتلا رہے ہیں گو اس کا دل کسی جگہ پھنسا نہ ہو بلکہ ایسے شخص کو مجلس سماع سے نکال دینے کو فرما رہے ہیں۔ اور جہاں اور اسباب فساد بھی جمع ہوں تو اس کا تو کچھ پوچھنا نہیں۔ اب اپنے زمانہ کی مجالس ملاحظہ ہوں کہ ان میں اکثر

نوجوان ہی زیادہ ہوتے ہیں اور بجانے کی تو کیا بڑائی ہوگی خود رقعہ لکھ لکھ کر بلایا جاتا ہے۔ ۵

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پانچویں امر کی نسبت فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ شخص عوام الناس سے ہو کہ نہ اللہ کی محبت اس پر غالب ہے نہ کوئی شہوت ہی اس پر غالب ہے اس کے لئے فی نفسہ مباح ہے مگر جب اس کی عادت مقرر کرلے اور اکثر اوقات اس میں لگاتا ہے تو یہ شخص مردود الشہادت ہو جاوے گا۔ آہ اب اپنے زمانہ کا حال دیکھ لیجئے کہ جو لوگ اس میں مبتلا ہیں انھوں اس کو بالکل دال روٹی کر رکھا ہے اور ذرا بہانہ مجلس منعقد کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے یہاں تک شرائط و عوارض کی تفصیل اور اپنے زمانہ کی حالت ہم نے دکھلا دی ہے اب جواز ناجواز کا فیصلہ خود ناظرین کرلیں ہمارے عرض کرنے کی حاجت نہیں۔ اب کچھ متفرق جملے عوارف المعارف مصنفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا شہاب الدین سہروردی امام الطریقہ کے مضمون بالا کی تائید میں نقل کئے جاتے ہیں۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں وجہ سماع کے منکر ہونے کی یہ ہے کہ بعض مرید دیکھے جاتے ہیں کہ ابھی ابتدائے ارادہ کی حالت میں ہیں اور ان کے نفوس ابھی تک صدق مجاہدہ کے خوگر نہیں ہوتے اس سبب سے ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ صفات نفس کیا ہیں اور احوال قلب کیا ہیں اس لئے ان کے حرکات موافق قانون علم طریقت کے منضبط نہیں ہوئے اور اپنے نفع اور نقصان کی چیز کو

نہیں پہچانتا اور پھر شغل سماع ہو جاتے ہیں آہ اس عبارت سے کئی شرطیں معلوم ہوئیں کہ مرید ہو کر مجاہدہ کامل کر چکا ہو صفات نفس اور حالات قلب میں تمیز رکھتا ہو ضروری احکام کا عالم ہو اور بدون ان اوصاف کے وہ مبتدی ہے اس کے لئے شغل سماع مضر ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ ان میں بعض شخص کھڑا ہو جاتا ہے نہ سمجھتا ہے نہ جانتا ہے کیوں کھڑا ہوا اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب نغمات موزوں سنتا ہے اس کا اثر کان سے طبیعت تک پہنچتا ہے ادھر طبیعت موزوں ادھر آواز اور نغمہ موزوں اس وقت ایک حرکت طبعی پیدا ہوتی ہے اور طبیعت کے کھلنے سے نفس کا پردہ کھلکر قلب پر آپڑتا ہے اور یہ نشاط طبعی قلب کو ابھارتا ہے یہ شخص کھڑا ہو کر رقص موزوں کرنے لگتا ہے اور اس میں تصنع نفسانی کی آمیزش ہوتی ہے اور اہل حقیقت کے نزدیک بالکل حرام ہے اور یہ شخص اس کو قلبی سرور سمجھتا ہے حالانکہ قلبی سرور کا مشاہدہ بھی اس کو کبھی نصیب نہیں ہوا اور رہا کہ یہ قلبی سرور ہی مگر اس قلب میں نفس کا رنگ ملا ہوا ہے جس میں ہوا و ہوس کا میلان برپا وہی کا سامان موجود ہے اس کو یہ بھی خبر نہیں کہ حرکات میں نیک نیتی کیا ہوتی نہ اسکو صحت نیت کے شرطوں کی اطلاع ہے ایسے ہی رقص کے حق میں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رقص علامت نقص کی ہے کیونکہ اس رقص کا منشا طبیعت ہے جس میں ارادہ نیک نہیں بالخصوص جب کہ ان حرکات میں کھلا ہوا نفاق بھی ملا ہوا ہو اس طور سے کہ حاضرین مجلس

میں کسی کی نظر میں محبوب و مقرب اور معزز ہونا مقصود ہو اور اس میں بھی کوئی صحیح نیت نہ ہو بلکہ محض نشاط نفسانی اس کا باعث ہوا ہے کہ کسی سے لپٹ گیا کسی کا ہاتھ چوم لیا اور اسی طرح کی اور خفیف حرکتیں جو صوفیہ کے نزدیک محض جہل اور لغو ہیں البتہ جن لوگوں کو تصوف کی وضع اور نقل ہی بنانا نصیب ہوا ہے۔ ان کی بات ہی الگ ہے یا مثلاً قوال امرد ہے کہ نفس کو اس کے دیکھنے کی کشش ہوتی ہے اور اس سے لذت آتی ہے، اور پھر اس سے خیال فاسد پیدا ہوتے ہیں یا مثلاً عورتیں اس مجمع کو تاک جھانک رہی ہیں اور نفوس جو ہوا و ہوس سے بھرے ہیں اس طرف چھٹے جاتے ہیں اور ان حرکات اور رقص اظہار وجد کو گویا سفیر و دلال بنا رکھا ہے یہ سراسر فسق و فجور ہے جس کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے آہ اس قول میں صاف فرمادیا کہ اگر واقع میں سچی حالت بھی ہے بھی بعض اوقات نفس کی آمیزش ہو جاتی ہے اور صاحب حال کو پتہ نہیں لگتا اور طبعی حرکت کو قلبی حرکت سمجھ بیٹھتا ہے اور جہاں بالکل ریا ہو اس کا تو ذکر ہی کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اس زمانہ میں فساد کی یہ کیفیت تھی جس کو حضرت شیخ لکھ رہے ہیں تو ہمارے زمانہ میں جو کئی صدی بعد ہے کیا ٹھکانا ہو گا۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ البتہ یہ آواز ہو کی ہو جس کی طرف نگاہ کرنے سے خرابی کا اندیشہ ہے یا نامحرم عورت کی آواز ہو۔ گو اس سماع میں ذکر و فکر کا وجدان ہی کیوں نہ ہو جب بھی وہ حرام ہے بوجہ احتمال فتنہ

حق السماع

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

آپ یہ کتاب آن لاین اہل حق ڈاٹ کام کے توسط سے پڑھ رہے ہیں ۔اس کتاب کا صفحہ نمبر 27 نامعلوم وجوہات کی بنا پر مل نہی سکا ۔اگر کسی کے پاس ہو توہمیں ای میل کر دیں۔

Www.Ahlehaq.Com

رونق دینا اور اس میں بہت سے گناہ ہیں ایک ان میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صریح جھوٹ بولنا ہے کہ اس نے مجھ کو فلاں حالت اس کو نہیں دی اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانا بہت ہی بڑا گناہ ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ بعض حاضرین مجلس کو دھوکہ میں ڈالنا ہے کہ وہ عقیدت مند ہو جاتا ہے، اور دھوکہ دینا خیانت ہے آہ دیکھئے یہ تو لغزش کا حال ہے جو بلا قصد غلطی اور کم عقلی ہو جانے کا نام ہے اور جو شخص عمداً ایسی حالت پیدا کرے اس کا کیا حال ہوگا۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ اس قسم کی غلطیوں سے کتنے اہل سماع محفوظ ہیں۔ پھر خلاصہ مضمون کے طور پر فرماتے ہیں کہ اس مقدمہ میں جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں ان کی شرح از بس دراز ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے ہرگز سماع میں جنبش تک نہ کرنا چاہیے۔ جب تک ایسی حالت نہ ہو کہ اس کی حرکت مثل رعشہ والے کے ہو جاوے کہ اس سے باز رہنے کی قدرت نہیں رہتی اور اس کی حالت چھینکنے والے کی سی ہو جاوے کہ چھینک کو ہٹا نہیں سکتا اور اس کی حرکت مشابہ سانس لینے کے ہو جاوے کہ بے اختیار طبیعت اس کی متقاضی ہوتی ہے اور سانس والا محض بے اختیار اور مغلوب ہوتا ہے آہ۔ دیکھئے اس قول سے وجد کی کیا شرط ثابت ہوتی ہے۔ فرح الاسماع میں حضرت جنیدؒ کا قول مذکور ہے کہ عوام کے لئے سماع بالکل حرام ہے اس لئے کہ ان کے نفس زندہ

ہیں آہ . اس سے دو شرطیں معلوم ہوئیں . نفس کا مردہ ہونا جس کی
تعریف اوپر گذر چکی اور سماع والے کا خواص میں سے ہونا . اس کے لئے
دو چیز کی ضرورت ہے . علم شریعت کا ماہر ہونا علم حقیقت کا عارف ہونا
کہ تطبیق کی قدرت رکھتا ہو جس کا شرط ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہے یہ خلاصہ
تھا شرائط و موانع کا جس کو ہم نے احیاء العلوم و عوارف المعارف
سے نقل کیا ہے دیگر کتب فن میں بھی اسی مضمون کے قریب قریب مذکور
ہے ان سب شرائط کی اجمالی فہرست یہ ہے . زمان یعنی ایسا وقت
جس میں کوئی طبعی یا شرعی حاجت نہ ہو . مکان یعنی ایسا موقع جہاں
عام آمد و رفت نہ ہو نہ کوئی ہنگامہ قلب کا مشغول کرنے والا ہو . اخوان
یعنی شرکاء مجلس میں سے کوئی ناجنس نہ ہو دنیا دار نہ ہو ریا کار نہ ہو
بلکہ سب کے سب طریقت سے واقف مجاہدہ میں کامل علم ظاہری
و باطنی میں اصطلاحات صوفیہ سے باخبر ظاہر و باطن کو مطابق کرنے
پر قادر ہوں ورنہ ایسوں کو سنانا تو کیا ایسوں کے روبرو سننا
بھی جائز نہ ہوگا بجز مضمون کے کسی طرف التفات نہ کرنا نہ کسی کے
آنے جانے کی طرف نہ کسی کے وجد و حال کی طرف بے حس و حرکت
بیٹھا رہنا نہ کھنکارنا نہ جمائی لینا نہ اپنے ارادہ سے کوئی جنبش کرنا
بعد غلبہ کی کیفیت فرو ہو جانے کے وقت ادب اور سکون اور سکوت
اختیار کرنا تصنع و ریا تحال کی صورت نہ بنائے رکھنا تو آگے
کا خوش رو نوجوان محل شہوت نہ ہونا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی بلکہ اس میں

بھی وہی صفات ہونا جو اہل مجلس میں ہونا ضرور ہے کیونکہ وہ بھی تو شریک سماع ہے بالخصوص عمل اور علم پر قدرت کافی حاصل ہونا ورنہ بے علمی میں تو اسرار و حقائق کے مضامین کے غلط معنی سمجھ کر زبان سے نکال کر اپنا ایمان تباہ کرے اور بد علمی میں شائخ کی عنایت اور خوشنودی مزاج اور ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سے اپنی بدعملی پر اس کو زیادہ جرأت ہوگی اور اس کی برائی اس کے حق میں تو ہوگی اور باعث ان دونوں خرابیوں کے اہل سماع ہوں گے اور ظاہر ہے کہ معصیت کا سبب بن جانا بھی معصیت ہوتا ہے مزامیر اور ڈھولک وغیرہ نہ ہونا اشعار میں مضامین خط و خال و فراق و وصال و مجازی حسن و جمال کا نہ ہونا اگر اتفاقاً ایسے الفاظ آجاویں تو حسب اصطلاح تصوف محبوب حقیقی کے معاملات پر برعایت حدود شرعیہ ان کو منطبق کرنا جس کے لئے کمال علم کی ضرورت ہے سننے والے کا حالت شباب میں نہ ہونا اس کے خوگر نہ ہو جانا صفات نفسانی و احوال قلبی میں امتیاز کا سلیقہ ہونا وجد میں نشاط طبعی و نفسانی کا ذرہ برابر آمیزش نہ ہونا جس قدر غلبہ ہوا ہو اس سے زائد بالکل اظہار نہ ہونا اس میں اختیار کا بالکل دخل نہ ہونا جب تک ضبط کی قدرت ہو نعرہ نہ مارنا ہاتھ پاؤں نہ مارنا وجد میں نیت فاسد نہ ہونا جیسے تحصیل مال و تحصیل جاہ و قبول عند الخلق کسی کو نہ لپٹانا نہ کسی کے ہاتھ پاؤں چومنا۔ عورتوں کا اس مجلس کو نہ جھانکنا، عوام کے جمع

کرنے کیلئے کوئی سامان مثل طعام وشیرینی کے نہ ہونا محض لذت کے لئے نہ سننا کسی عبادت یا وظیفہ کا ناغہ نہ ہونا۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مجالس سماع میں فی زمانناً یہ شرطیں مجتمع ہیں یا نہیں۔

فصل ثامن

اس بیان کی کہ اگر کسی شخص میں اباحت کے تمام شرائط موجود ہوں اور اس کے لئے سماع اس کے حق میں مضر نہ ہو مگر اس کے سننے سے احتمال ہو کہ دوسرا شخص جس میں وہ شرائط نہیں پائے جاتے سننے لگیگا اور اس کو ضرر ہوگا تو اس صورت میں اس شخص پر لازم ہے کہ باوجود خود ضرر نہ پانے کے دوسرے مسلمان بھائی کو ضرر سے بچانے کے لئے ترک کردے کیونکہ جس طرح معصیت کا ارتکاب معصیت ہے اسی طرح معصیت کا سبب او رذریعہ بننا بھی معصیت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ پر اور مت مدد کرو گناہ اور ظلم پر امام غزالی رح کا ارشاد اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ اگر شیخ مرید کے حق میں سماع کو مضر سمجھے تو اس کے روبرو سماع نہ سنے اور کتب فقہ میں بہت سے مسائل اس قاعدہ کے مرتب کئے ہیں کہ اگر کسی شخص کے فعل مباح کرنے سے دوسرا شخص معصیت اعتقادی یا عملی میں مبتلا ہو جاوے تو اس شخص کو اس فعل مباح کا ترک کردینا واجب ہے چنانچہ ماہرین فن تقریر یا مخفی نہیں

ف یہ آیت کریمہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ان کا ترجمہ ہے۔

فصل تاسع

اس بیان میں کہ بالفرض اگر نہ اس شخص کو ضرر ہو نہ اس کی وجہ سے دوسرے کو ضرر ہو لیکن اہل بدعت کیساتھ تشبہ ہوتا ہو جیساکہ اس زمانہ میں مشاہدہ ہو رہا ہے کہ یہ فعل کثرت سے اہل بدعت میں شائع ہو رہا ہے اور اسی قسم کا شعار بن گیا ہے تو اس مشابہت کر بچنے کے لئے اس عمل کا ترک کر دینا بہتر ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ وہ ان ہی میں سے ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کا مجمع بڑھا دے وہ ان ہی میں سے ہے اور نیز وارد ہے کہ تہمت اور بدگمانی کے مواقع سے بچو اور ظاہر ہے کہ بدعقیدہ لوگوں کی وضع اختیار کرنے سے دیکھنے والوں کو خواہ مخواہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قاعدے پر ہمارے فقہاء نے بہت مسائل متفرع کئے ہیں مثلاً اونچے مقام پر تنہا امام کے کھڑے ہونے کو مکروہ کہنا کسی زمانہ میں داہنے ہاتھ میں انگشتری پہننے کو مکروہ کہنا یہ سب فروع اسی اصل کے ہیں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اسی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی سنت شعار اہل بدعت کا ہو جاوے تو اس کو ترک کر دینا چاہئے تاکہ اس سے مشابہت نہ ہو جاوے آہ جب سنت کا یہ حکم ہے تو مباح بدرجہ اولیٰ ایسی حالت میں قابل ترک ہوگا۔

فصل عاشرہ

اس بیان میں کہ اگر کہیں تشبہ کا بھی شبہ ہو تب بھی بوجہ مختلف فیہ اور محل خطر ہونے اس عمل کے ترک ہی کرنا افضل اور موجب اجر و ثواب اقرب الی الاحتیاط ہے رسالہ ابطال میں ہے کہ اس تمام تر بیان کے بعد ہم کہتے ہیں کہ جتنے جو کچھ اقوال و دلائل کا اختلاف بیان کیا ہے اس سے یہ امر بلاشبہ حاصل ہوتا ہے کہ سماع امور مشتبہ میں سے ہے اور ایمان والے شبہات کی حد پر اٹک جاتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے ترک کیا شبہات کو بچالیا اُس نے اپنی آبرو اور دین کو اور جو شخص کے ارد گرد پھرا تو کھیت میں جا پڑنا بھی اس سے بعید نہیں بالخصوص جس وقت اشعار میں مضامین حسن و عشق کے ہوں تو ان مضامین کے سننے والا کسی نہ کسی بلا میں ضرور جا پھنستا ہے گو دین میں کیسا ہی مضبوط کیوں نہ ہو خصوصاً جبکہ گانیوالا صورت شکل و آواز کا اچھا ہو۔ اور عرب میں جو گانا تھا اسمیں اکثر اشعار حرب و ضرب و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے ہوتے تھے پس جو شخص اپنا دین بچاتا ہے اور سلامتی کا خواہاں ہو وہ بہت احتیاط رکھے کیونکہ شیطان کے بہت جال ہیں ہر شخص کیواسطے اسکے مناسب حال ایک جال پھیلاتا ہے اور بعض اوقات جس گانے کا ہم نے بیان کیا ہے یہ اُس سے بڑے مکر وہیں بچا جاتا ہے خاصکر ایسے شخص کیلئے جو زمانہ شباب میں ہو اور رسالہ الی الرسوخ میں ہے کہ جانب عمل میں احتیاط یہی ہے کہ گانے بجانے سے بالکل پرہیز رکھے کیونکہ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے مانعین نے تو اس کو حرام کہا ہے دوسرا فریق اس کو مباح ٹھیرا رہا ہے اور جب کوئی امر درمیان اباحت اور حرمت کے دائر ہو تو احتیاط اس سے بچنے میں ہے

کیونکہ کرنے میں یہ خرابی ہے کہ مانع کے نزدیک یہ شخص حرام کا مرتکب ہوا اور رفعِ
مردود الشہادۃ ہوگیا جبکہ اس پر اصرار کریگا اور چھوڑنے میں مباح کہنے والے کے
نزدیک فاسق کیا بلکہ ملامت کے قابل بھی نہیں ہوا کیونکہ اس کے نزدیک تو
محض مباح تھا اور ترک مباح سے کسی کے نزدیک بھی گناہ نہیں ہوتا بلکہ ثواب ملتا
ہے جب اس نیت سے چھوڑے کہ اختلاف سے بچا رہے آہ۔ عوارف میں ہے کہ کسی
بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے سماع کی نسبت پوچھا جس میں اہل طریقت اختلاف
کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ ایک پھسلنا پتھر ہے ہر ایک کا قدم اس پر نہیں جمتا مگر عارفین
کاملین کا فقہائے فرمایا ہے کہ جب کسی امر میں تردد ہو کہ یہ سنت ہے یا بدعت تو وہاں
اس سنت کا ترک کردینا چاہیے نیز عوارف میں ہے کہ حضرت جنیدؒ کا قول منقول ہے کہ میں نے
ابلیس کو خواب میں پوچھا کہ ہمارے یاروں پر بھی تیرا قابو چلتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں ان کو
معاملوں میں فوق ہوجاتا ہوں کسی طرح ان پر میرا داؤ نہیں چلتا مگر دو موقعوں پر
میں نے ان موقعوں کو دریافت کیا کہنے لگا ایک سماع کا وقت دوسرا کسی پر نظر ڈالنے
کا وقت کہ انہیں ان کو سے ڈالتا ہوں آہ۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ حفاظت دین
کیلئے شبہ ناک امور سے بچنا ضروری ہے بالخصوص حضرات صوفیہ کیلئے جن کی نظر میں
آداب مستحبات مثل فرض کے اور مکروہات مثل حرام کے ہوتے ہیں چنانچہ خزینہ میں حضرت
حاتم اصمؒ کی حکایت ہے کہ ایک بار مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں اندر رکھا گیا
معاً رنگ مبارک متغیر ہوگیا اور ڈرتے کانپتے باہر نکلے پھر داہنا پاؤں اندر رکھا
کسی نے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک ادب بھی آداب میں سے
ترک کردوں تو اندیشہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو کچھ دیا ہے سب سلب فرمالیوے

ع مقرباں را بیش بود حیرانی

اسی جگہ سے مشہور ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس طریق کا تمام تر مدار طہارت قلب پر ہے جس قدر طہارت میں مبالغہ ہوگا انوار و اسرار کا نزول ہوگا اور جب مشتبہ امر میں مبتلا ہوا کامل طہارت کہاں رہی ہے ملخص فصول مذکورہ[عہ] کا یہ ہے کہ اول تو اس عمل کے مباح ہونے میں تردد پھر مباح بھی مانا جائے تو اس کے شرائط اس کثرت سے ہیں کہ اس زمانہ میں اس کا ایک جزو بھی نہیں پایا جاتا اور اس سے بھی قطع نظر کیجاوے تو عوام کی حفاظت اور فجور لوگوں کی مشابہت کا شبہ اور خود اس کا محل خطر ہونا یہ سب امور مقتضی احتیاط کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق و بیدہ زمام التحقیق

خاتمہ بعض شبہات زبان زد عوام کی تشفی میں

بعض لوگ یہ شبہ کیا کرتے ہیں کہ یہ عمل بڑے بڑے اکابر سے منقول ہے پھر قبیح کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے شرائط و آداب کی رعایت سے سنا ہے اس کو کون قبیح کہتا ہے اور اب وہ شرائط مفقود ہیں اس لئے منع کیا جاتا ہے اپنے فعل کو ان کے فعل پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور اگر احیاناً کسی صاحب حال سے بلا اجتماع شرائط یا مجمع عام میں سننا منقول ہو تو سبب اس کا غلبۂ حال و بیخودی ہے جس میں وہ معذور ہیں مگر دوسروں کو اقتدا جائز نہیں اور اگر بلا اجتماع شرائط و بدون غلبۂ حال کسی سے سننا منقول ہو تو بعد صحت روایت جواب یہ ہے کہ اصول شرعیہ میں ثابت ہے کہ بجز خیر القرون کے کسی کا فعل حجت نہیں اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہم فعل سے احتجاج نہیں کرتے بلکہ ان کا قول اور فتوی بھی ثابت

عہ یعنی کل فصلوں کا خلاصہ یہ ہے ۱۲ سید حسن صحیح عفی عنہ۔

ہے اور بہت سے رسالہ اس باب میں لکھے گئے ہیں چنانچہ آجکل ایک مجموعہ رسائل ایجہ
فرح الاسماع وابطال دعوی الاجماع وبوارق الاسماع ورسالہ ابی الروح فی السماع شائع
ہوا ہے جسمیں فتوی جواز موجود ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ان صاحبوں نے اس زمانہ
کے سماع کو مباح نہیں فرمایا جسمیں بے شمار منکرات جمع ہیں چنانچہ رسالہ ابی الروح میں
تصریح ہے کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس غنا میں ہے جسمیں کوئی امر منکر نہ ہو رہا وہ غنا جسمیں
منکرات کا اجتماع ہو جیسا اس زمانہ میں رواج ہے سو کلا وحاشا کہ وہ شخص بھی اس کے
حرام ہونے میں اختلاف نہیں کر سکے آہ۔ اور جابجا رسائل مذکورہ کی عبارتیں اثنائے
کلام میں جن میں ہمارے دعوی کی تائید موجود ہے نقل کر چکے ہیں اب انسے سماع متعارف
کے جواز پر استدلال کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص مفتی شرع سے روٹی کے حلال ہونیکو سنکر
غصب و ظلم سے کمانا شروع کر دے کہ مفتی صاحب نے روٹی کو حلال کہا ہے تو صاحب مفتی
نے تو روٹی کی ذات کو حلال کہا ہے یہ تو نہیں کہ غصب و ظلم سے جو حاصل کیا جائے اس کو
بھی حلال کہا ہو اور اگر شرائط عوارض سے بھی قطع نظر کیجاوے تو غایۃ مافی الباب
اقوال مذکورہ سے اتنا ثابت ہوگا کہ بعض کے نزدیک مباح بھی ہے اس سے اباحت
قطعیہ اجماعیہ تو ثابت نہ ہوئی پس جس حالت میں بہت سے اکابر اولیا منع بھی فرماتے
ہیں جن کا ابھی ذکر آتا ہے تو اس کی اباحت وحرمت میں تردد ہو گیا اور یہ پہلے معلوم
ہو چکا ہے کہ ایسی تردد کی چیز کو ترک کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ اب ان اکابر قوم کی ممانعت
کے بعض فتوی بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ
غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اگر حاضر ہو ایسی مجلس میں گناہ کی بات جیسے طبلہ اور مزمار اور
عود اور بانسلی اور رباب اور معازف اور طنبورہ وغیرہ تو اس جگہ نہ بیٹھے کیونکہ یہ

سب حرام ہیں۔ اور تذکرۃ الاولیاء کے مختلف صفحات میں مرقوم ہیں۔ سعید بن جبیرؓ نے تین نصیحتیں کیں
سو ایک نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے کان کو راگ باجے سے بچانا اگرچہ تو کامل ہو اس لئے کہ مزامیر آفت سے
خالی نہیں اور آخر الامر اپنی نجاست پیدا کرتا ہے۔ ابو سعید خرازؒ نے فرمایا کہ میں نے دمشق میں حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ پر
تکیہ کئے ہوئے تشریف لاتے ہیں اور میں گانے کو اور انگلی اپنے سینے پر بجاتا ہوں اور شعر پڑھتا ہوں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی بدی نیکی سے زیادہ ہے یعنی سماع منع کرنا چاہئے۔ حضرت
شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات میں ہے کہ حضرت شیخ قطب عالم رکن الحق والدین گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ فرمودند شخصی نامی دف گرفت فرمودند منع کنید روا نیست چوں سرود گویاں
می رسیدند نیز منع میکردند گاہی بر سر آں نمی شدند تا آنکہ سرود می گفتند وی مبارک برآوردند
پرسیدند ذکر می گویند عرض داشتیم ذکر میگویند ایں چنیں مستغرق بودہ اند سرود شنیدن روا
نیست کہ القاری والسامع سواء نیز آنچہ شنوندہ را نہی منکر واجب آمد پس منع بکنند چوں
نشنود۔ ایضاً عزیزے پرسید منع سماع سبب چیست کہ اندر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی است

لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی فلا طبیب لہا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت بہ فعندہ رقیتی و تریاقی

بر رقعہ مبارک راندند روایت صحیح نیست غیر صحیح است بطریق احتمال والاحتمال ترکہ
واجب و دست بر دست نہ زدہ اند و نعرہ نہ کردہ اند با آواز خوش طریق شعر خواندہ اند بعد
ازآں نعرہ زدند دست بر دست زدن منع است زیرا چہ تشبیہ بہ سرود گویاں می شود مگر
یک طریق پشت دست بر کف دست چپ زنند چوں کسی را بطلبند زیرا چہ تشبیہ نیست
ایں معمول مخدوم بودہ است پس رد صحبت ملک بریں فقیر اورد نعرہ زدن ایں فوائد کہ

انتہیٰ ملفوظ بنویسید پس ہشتم آہ الروایات کلمہا اخذت من رسالۃ النصیحۃ عبارت مذکورہ
میں تو علی الاطلاق سماع پر انکار ہے اب بعضے بزرگوں کے ملفوظات نقل کیے جاتے ہیں
جنمیں ابن زمانہ کے سماع پر بوجہ مفقود ہونے شرائط کے انکار ہے جواہر غیبی میں مصباح الہند
سے منقول ہے درین زمان سماع بر وجہیکہ عادت اہل روزگار متصوفہ رسمیست عین وبال و
محل انکار ست چہ بیشتر دریں وقت مشاہدہ میرود وبنا آں بر داعی نفسانی و حظوظ طبعی
است نہ بر قاعدہ صدق و اخلاص و طلب مزید حال کہ وضع ایں طریق در اصل بر آں بودہ
بودہ است جماعتی را بر حضور مجلس سماع داعیہ تناول طعامی کہ در آں مجمع متوقع بود و طائفہ را
میل رقص و لہو و طرب و عشرت و قومی را رغبت بمشاہدہ منکرات و مکروہات و جمعے را استجلاب
نعم دنیوی و بعضے را اظہار وجد و حال و گروہی را گرم داشتن بازار و ایں جملہ محض گناہ
و عین وبال است و محل انکار اور فوائد الفوائد میں ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ فرمودند
کہ چند چیز موجود شود سماع آنگاہ شنود آں چیست مسمع است و مسموع و مستمع و آلہ سماع است و
فرمودند مسمع گوئندہ است می باید کہ مرد تمام باشد و کودک و عورت نباشد اما مسموع
آنچہ میگوید باید کہ ہزل و فحش نباشد آں مستمع آنکہ می شنود باید کہ بحق شنود و مملو باشد
از یاد حق اما آلہ سماع و آں مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں باید کہ در میان نباشد
ایں چنیں سماع حلال باشد ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ فلاں روش کو ایسا حال آیا کہ چوٹ لگنے
کی بھی خبر نہیں ہوئی اگر یہ عمل باطل ہوتا تو ایسی تاثیر کیوں ہوتی جواب اسکا یہ ہے کہ بیخودی کے
اسباب مختلف ہیں کبھی غلبہ ذوق باطن سے ہوتی ہے کبھی شدت سرور سے کبھی فرط غم سے
کبھی جنون سے کبھی کسی نشہ دار چیز کھانے سے کبھی ہیجان نفس سے کبھی کثرت تحیر سے کبھی انبساط طبعی سے
جس طرح سانپ بین کی آواز سے مست ہو جاتا ہے وغیرہ ذالک تو ظاہر ہے کہ بعض ان اسباب میں بعض

محمود ہیں اور بعض نے سوم تو مطلق کسی شخص کو بنگاہ ہاتھا کر دیکھا وہ لوٹ پوٹ ہوگیا اگر یہ عمل مقبول ہوتا تو اس میں ایسا اثر نہ ہوتا اسکا جواب بھی ظاہر ہے جیسا خود بخود ہو جانا دلیل حقانیت کی نہیں چنانچہ بعض نے کور ہوا اسی طرح دوسرے کو بیخود کر دینا بھی دلیل مقبولیت کی نہیں ہو سکتی صحیح یہ ہے کہ ایسے تصرفات ثمرات ریاضیت کے ہیں خواہ وہ ریاضت حق ہو یا باطل کفر ساحر اور جوگی بڑے بڑے کرشمے دکھلاتے ہیں اسکو ولایت سے کوئی علاقہ نہیں البتہ اگر ایسے خوارق اتباع سنت کیساتھ ہوں تو وہ کرامات اور علامت ولایت ہیں ورنہ محض استدراج ہیں۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ خیر ہم میں وہ شرائط جن سے سماع جائز ہوتا ہے نہ سہی لیکن ان حضرات کی صورت بنانے اور نقل کرنے میں بھی بڑی برکت اور انوار ہیں اس لئے ہم تقلیداً اس فعل کو کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ بزرگوں کی صورت وضع بنانا بیشک نہایت خوبی کی بات ہے مگر یہ اس امر میں ہے جسمیں کسی طرح کا خطرہ اور ضرر نہ ہو بلکہ وہ خیر محض ہو یہ قاعدہ اسکلئے ہے کہ اگر اس وجہ کا خلوص ذوق شوق کسی میں نہ ہو تاہم صورت بنانا بھی موجب برکت ہے جس طرح نوافل پڑھنا اوراد وظائف پڑھنا انکا لباس پہننا ان کا سا کلام کرنا انکی طرح چلنا پھرنا وغیر ذالک اور جو امر خطرناک ہو اور اس کے ارتکاب کی بہت سی شرطیں ہوں وہاں تشبہ کیلئے یہ قاعدہ نہیں حضرت مولانا ایسی ہی تقلید کی نسبت فرماتے ہیں۔ ؎

او اگر زہرے خورد شہدے بود — تو اگر شہدے خوری زہرے بود
اے مری کردہ پیادہ با سوار — سر نخواہی برد اکنوں پائے دار

اور اس قسم کے اور بھی ضعیف ضعیف شبہات ہیں جن کا جواب بعد تحقیق اصول مذکورہ کے ہر شخص بخوبی نکال سکتا ہے حاجت بیان نہیں۔ اب تحریر ہذا کو اس وصیت پر ختم کیا جاتا ہے کہ طالب حق پر لازم ہے کہ ہر امر میں طریق سلامتی و احتیاط کو اختیار کرے اور طریق احتیاط اس امر میں یہ ہے کہ نفس سماع کو مختلف فیہ سمجھے اور اس میں جو خرابیاں لگ گئی ہیں ان

جنکی برائی دلیل قطعی سے ثابت ہو انکو حرام قطعی اور جنکی برائی دلیل ظنی سے ثابت ہے انکو حرام ظنی جانے اور خود اس عمل سے حتی الامکان بچتا ہو اور جسکو مبتلا دیکھے اگر وہ شخص آداب و شرائط کی رعایت رکھتا ہو جس سے ضرر اسکو ضرر رہوتا ہو تو اسکی وجہ سے دوسرے کو اس شخص سے تعرض نکرے اور اگر آداب و شرائط کا لحاظ نہیں رکھتا تو اس فعل بہیئت کذائیہ پر تو انکار کرتا ہو مگر فاعل پر علی الاعلان طعن و لعن اور اسکی تفضیح و تشنیع نکرے کہ موجب فتنہ و موجب عداوۃ ہے اور نیز ممکن ہے کہ اسکو کوئی عذر مخفی ہو یا کسی تاویل سے وہ اسکا ارتکاب کرتا ہو یا غلط فہمی اسکا باعث ہو اور ان حالتوں میں تشدد زیبا نہیں البتہ خلوت میں نرمی سے اگر اسکی فہمائش ممکن ہو تو دریغ نکرے جبتک کہ امید قبول باقی ہو اور جب ناامیدی ہو جاوے کہ یہ نہ مانیگا تو اس سے تعرض چھوڑ دے اور اسکی اصلاح ہدایت کیلئے اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے اور اسکی بڑی احتیاط رکھے کہ جن حضرات میں ظاہرا آثار مقبولیت اور بزرگی کے پائے جاویں اور اکثر احوال میں شریعت کے پابند ہوں گو بوجہ غلط فہمی یا کمال ضعف یا غلبہ حال یا غلطی فتوی مفتی کے انسے کوئی لغزش صادر ہوتی ہو ان کی شان میں کسی قسم کی بدزبانی یا بدگمانی نہ ہو ورنہ اس کا وبال بہت عظیم ہے حتی کہ عداوت اولیاء اللہ احیانا موجب سلب ایمان ہو جاتی ہے والعیاذ باللہ تعالی منہ

یار نیکان صحبت کن با شہان	در طریقے شوی اندر جہاں	عیب کم کن بندۂ اللہ را
	ورنہ باشی ہیچ ہیچ از ہیچ‌ہاں	پس رد ہر دیو باشی ستہا

اللھم اجعلنا من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب وصل علی سیدنا محمد رسولک وحبیبک مع آلہ واصحابہ واجعلنا معہم یوم الحساب فی دار الثواب۔ تمت و ختمت فی کورت تھانہ بھون شہر جمادی الاولی سنہ ۱۳۴۷ھ

ملنے کا پتہ ادارہ اشرف العلوم نزد مولوی مسافر خانہ کراچی

مکتبہ دار الاشاعت دیوبند. ضلع سہارن پور

اور

ادارہ اشرف العلوم دیوبند

کراچی میں

منتقل ہو گئے ہیں. جن میں جملہ مذہبی علوم و فنون کی. عربی فارسی اردو، درسی و غیر درسی کتابیں اور ہر قسم کے قرآن مجید اور مسلم علماء ملت کی مستند تصانیف شائع کی جاتی ہیں اور جمع رکھی جاتی ہیں.

پتہ یہ ہے

ادارہ اشرف العلوم نانک واڑہ، کراچی

اور

مکتبہ دار الاشاعت وکٹوریہ روڈ کراچی